فَهَلْ يَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ

(بخاری)

ایصال ثواب

تالیف: مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی

بانی: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

اس کتاب میں حضرت اکاڑوی رحمہ اللہ نے یہ بات واضح کی ہے کہ اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ ایصال ثواب برحق ہے اور قرآن وسنت سے ثابت ہے اور جو لوگ اس کے منکر ہیں انکے شبہات کا ازالہ بھی فرمادیا

ناقل: آصف احمد

(فاضل جامعہ اشرفیہ)

امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ لاہور

03214752570

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم - امابعد :

شوق تحقیق :

ایک صاحب نے اپنی داستان یوں بیان کی کہ میں اہل سنت کے گھرانہ میں پیدا ہوا- اس گھر میں آنکھیں کھولیں کہ والدین' بہن' بھائیوں سب کی زبان پر دین کے چرچے تھے- نماز کی پابندی اور قرآن پاک کی تلاوت تو گویا ورثہ میں ملی- سکول کی تعلیم شروع ہوئی- جب میں نے مڈل کیا اور نویں جماعت میں داخلہ لیا تو ایک استاد صاحب نے جو میری نماز کی پابندی کو دیکھا تو مجھ پر زیادہ شفقت فرمانے لگے- مجھے زیادہ دینی مطالعے کا شوق دلانے لگے اور فرمانے لگے کہ اب تو تعلیم یافتہ ہے- دنیاوی معاملات میں بھی تجھے اچھے برے کی کچھ شدھ بدھ ہو گئی ہے- دین میں بھی تحقیق کرنی چاہئے- وہ (استاد) صاحب اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے تھے- ان کی محنت اور کوشش سے میرے دل میں جذبہ تحقیق بیدار ہو گیا اور میں اس پر آمادہ ہو گیا-

مذمت اختلاف :

استاد صاحب نے فرمایا کہ آج مسلمان اختلافات کا شکار ہیں- ان اختلافات نے امت کو تباہی کے گڑھے میں پھینک دیا ہے- سوچنے کی بات ہے کہ ہم سب کا خدا ایک' نبی ایک' قرآن ایک' قبلہ ایک پھر یہ اختلافات کیوں کہ کوئی حنفی ہے کوئی شافعی' کوئی

مالکی ہے کوئی حنبلی' چاروں اماموں نے امت میں پھوٹ ڈال دی- اختلافات پیدا کر دیئے- ان اختلافات نے ہماری مسجدیں الگ کر دیں- ہمارے مدرسے الگ کر دیئے- ہمارے فتاوی الگ کر دیئے- ہمیں چاہئے کہ ان سب اختلافات کو چھوڑ کر ایک نبی پر جمع ہو جائیں اور اہل حدیث ہو جائیں-

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
گلے میں پہن لو کرتا محمد ﷺ کی غلامی کا

میں نے استاد صاحب سے پوچھا کہ کیا یہ سب حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام نہیں ہیں؟ استاد نے فرمایا تحقیق یہی ہے کہ یہ چاروں مذاہب والے حضور اقدس ﷺ کی غلامی چھوڑ کر' ان کی اتباع سے منہ موڑ کر اماموں کی تقلید کرتے ہیں- میں نے پوچھا کیا یہ چاروں مذہب والے' خدا کو معبود نہیں مانتے' نبی پاک ﷺ کو رسول اور آخری نبی نہیں مانتے؟ آخر میں حنفی ہوں یہ سب مانتا ہوں- ان ہی سے میں نے قرآن پڑھا- ان ہی سے خدا کی بندگی کا طریقہ سیکھا اور وہ تو رات دن ہمیں یہی یاد کرواتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ ہمارا مقصد زندگی ہے اور محمد رسول اللہ ہمارا طریق زندگی ہے- اور دونوں جہانوں کی کامیابیاں نبی پاک ﷺ کی پاکیزہ سنتوں کو زندہ کرنے' ان کو اپنانے اور ان کو امت میں پھیلانے میں ہیں- استاد صاحب نے فرمایا کہ وہ لوگ دھوکے میں پڑ گئے ہیں- اختلافات میں پھنس گئے ہیں- یہ سب ان کے زبانی دعوے ہیں- نبی ﷺ کو چھوڑ کر یہ کام کرنا نیکی برباد' گناہ لازم کا مصداق ہے- الغرض استاد صاحب نے ائمہ مجتہدین کا بغض میرے دل میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا- ائمہ کے نام سے مجھے نفرت ہو گئی- تقلید ائمہ کو بدعت اور شرک باور کر لیا- آخر ان اختلافات کی دلدل سے نکل کر میں اہل حدیث ہو گیا- اب میرے دل کی دنیا ہی بدل گئی- وہی گھر جس میں میں نے قرآن سیکھا تھا- جہاں ہر وقت ذکر و فکر ہوتا تھا- اب مجھے کفر و شرک کا گہوارہ نظر آتا تھا- مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میرے ماں' باپ' بہن' بھائی' استاد اور احباب سب کے سب دوزخی ہیں- نبی پاک ﷺ کی سنت سے باغی ہیں- نہ ان کو

تلاوت کا ثواب ملے گا' نہ ان کی نماز قبول ہوگی' نہ ان کے کلمے کا اعتبار ہے۔

عجیب کشمکش :

مجھے دینی مطالعے کا شوق ہو گیا تھا۔ استاد صاحب بھی مجھے کتابیں دیتے۔ لیکن وہ میرے شوق مطالعہ سے کم ہوتیں۔ میں نے سکول کی لائبریری کا رخ کیا۔ مجھے شوق تھا کہ میں ان اکابر مسلمانوں کی سیرت کا مطالعہ کروں جن کے ذریعہ اسلام دنیا میں پھیلا۔ لیکن میں جس محدث' جس مفسر' جس مجاہد اسلام' جس فقیہ اور جس خلیفہ اسلام کے حالات کا مطالعہ کرتا وہ کوئی حنفی نکلتا' کوئی شافعی تو کوئی مالکی اور کوئی حنبلی۔ اب نہ مجھے گھر میں اسلام نظر آتا۔ نہ مسجد میں' نہ مدرسے میں' نہ کتب تاریخ میں۔ میں بعض اوقات بہت گھبرا جاتا۔ استاد صاحب سے پوچھتا کہ استاد جی یہ تاریخی شخصیات تو سب مقلدین ہیں۔ استاد صاحب بعض کے بارے میں تو اعتراف فرماتے کہ وہ واقعی مقلد ہیں۔ لیکن بعض کے بارے میں وہ فرمادیتے کہ فلاں فلاں محدث تقلید مجتہدین کو بدعت و شرکت کہتا تھا۔ میں عرض کرتا کہ تاریخ تو ان کو مقلد کہتی ہے۔ آپ بھی کسی مسلمہ تاریخ کے حوالہ سے دکھائیں کہ صحاح ستہ والے تقلید "ائمہ" کو شرک و بدعت کہتے تھے' استاد صاحب کوئی حوالے تو نہ دکھاتے' فرماتے کہ یہ تاریخیں قابل اعتماد نہیں۔ صرف قرآن و حدیث کی بات ماننی چاہئے۔ کوئی شخص قرآن و حدیث سے صحاح ستہ والوں کا مقلد ہونا ثابت نہیں کر سکتا' میں نے کہا کہ قرآن و حدیث سے تو ان کا غیر مقلد ہونا بلکہ محدث یا مسلمان ہونا بھی ثابت نہیں' استاد جی فرماتے دیکھو ان باتوں کو چھوڑو۔ تم شکر کرو اختلافات سے بچ گئے ہو۔ چونکہ اختلاف کے لفظ سے مجھے چڑ ہو گئی تھی اور اختلاف ڈالنے والوں سے بھی چڑ تھی خواہ وہ آئمہ مجتہدین ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لئے استاد صاحب کے سامنے میں خاموش ہو جاتا کہ انہوں نے مجھے اختلافات کے جہنم سے نکالا ہے۔ یہ واقعی بہت بڑا کارنامہ ہے کہ مجھے اتحاد کی نعمت نصیب ہوئی۔ تقلید کی بدعت بلکہ شرک سے توبہ نصیب ہوئی' یہ سب استاد محترم ہی کا فیض ہے۔ یہی بات میرا سب سے بڑا سہارا تھی۔ اس سے بے چین دل کی ڈھارس بندھ جاتی۔

اختلافات بڑھ گئے :

میں میٹرک اعلیٰ نمبروں میں پاس کر چکا تھا۔ اب کالج میں داخلے کی تیاریاں تھیں۔ ایک دن میں دوسرے دوست کو اہل حدیث ہونے کی دعوت دے رہا تھا اور اختلاف کی مذمت اور اتحاد کے فضائل بیان کر رہا تھا کہ اس دوست نے مجھے چونکا دیا کہ آپ نے کن سے اتحاد کیا۔ اپنے گھر والوں سے تو کٹ گیا۔ جن سے قرآن' کلمہ یاد کیا' نماز سیکھی ان سے تو کٹ گیا۔ مسجد سے تو کٹ گیا۔ چاروں ائمہ سے تو کٹ گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تو کٹ گیا۔ یہ اتحاد کی جھوٹی رٹ کیوں لگا رہا ہے۔ اس پر واقعی میرا ماتھا ٹھنکا کہ جس چیز کا نام میں نے اتحاد رکھا ہے وہ تو بدترین افتراق ہے۔ خیر میں نے کہا کہ اختلاف سے تو بچ گیا ہوں۔ اس نے کہا یہ بھی جھوٹ ہے۔ تم ایک اختلاف سے بھی نہیں بچے' رفع یدین کرنے نہ کرنے کا مسئلہ ائمہ میں اختلافی تھا۔ جب تو رفع یدین نہیں کرتا تھا اس وقت بھی یہ اختلافی تھا۔ اب تو رفع یدین کرتا ہے تب بھی یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ ہاں پہلے تو دو اماموں امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے موافق تھا اور دو اماموں امام شافعی اور امام احمد کے مخالف تھا۔ اب جو تو دس جگہ رفع یدین کرتا ہے تو چاروں اماموں کے خلاف ہے۔ اب تو اختلاف بڑھ گیا ہے اور پھر اس نے کہا کہ تو اس بات سے الرجک تھا کہ چاروں اماموں میں اختلاف ہے لیکن تو نے اتحاد و اتفاق کا نعرہ لگا کے کتنے اختلافات اور بڑھا لئے۔ کتنے مسائل ہیں کہ جن میں ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے اور تم نے امت میں نیا اختلاف پیدا کر دیا۔ مثلاً (۱) چاروں ائمہ کہتے ہیں کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہوتی ہیں۔ اب بلا حلالہ شرعی اس کو رکھنا حرام ہے۔ آپ نے اس متفق علیہ حرام کو حلال کر لیا۔ اختلاف بڑھایا مٹا؟ (۲) چاروں ائمہ کہتے ہیں کہ مقتدی رکوع میں مل جائے تو اس کی وہ رکعت مکمل شمار ہوگی۔ حالانکہ اس نے نہ خود فاتحہ پڑھی نہ امام کی سنی۔ آپ نے سب کے خلاف اس نمازی کو بے نماز قرار دے دیا۔ اختلاف بڑھایا گھٹا؟ (۳) چاروں اماموں میں سے ایک بھی باریک سوتی جرابوں پر جواز مسح کا قائل نہیں۔ ان پر مسح کرنے سے وضو نہیں ہوتا۔ آپ نے کتنے لوگوں کو بے وضو اور بے نماز بنا دیا۔ کیونکہ جب وضو نہ ہوا تو

نماز کیسی۔ اختلاف بڑھایا گھٹا؟ (۴) چاروں اماموں کا اتفاق تھا کہ نماز جنازہ میں امام تکبیرات و سلام کے سوا سارا جنازہ آہستہ پڑھے اور تم نے چاروں سے اختلاف کیا اور بلند آواز سے جنازہ شروع کر دیا۔ تو اختلاف بڑھایا گھٹا؟ (۵) چاروں مذاہب والے جمعہ کی دو اذانوں کے قائل و فاعل ہیں۔ آپ نے سب سے اختلاف کر کے ایک اذان کو بدعت قرار دے دیا۔ (۶) چاروں امام بیس سے کم تراویح کو سنت نہیں کہتے۔ تم نے سب کے خلاف بیس تراویح کو بدعت کہہ دیا تو اختلاف بڑھایا گھٹا؟ وغیرہ۔ میں نے کہا چلو میرے اہل حدیث ہونے سے گو امت میں افتراق پھیلا۔ اختلافات امت میں اور بڑھ گئے مگر تقلید کی بدعت اور شرک سے تو جان چھوٹ گئی۔ اس نے کہا کہ یہ بھی جھوٹ ہے۔ اگرچہ تو نے ائمہ مجتہدین کی تقلید چھوڑ دی۔ جن کی تقلید بڑے بڑے محدثین، جلیل القدر اولیاء اللہ، عظیم المرتبت فقہاء کرتے آئے ہیں مگر اپنے سکول ماسٹر کی اندھی اور شخصی تقلید کر لی۔

میرے دل سے گیا، پالا ستم گر سے پڑا
مل گئی او غیرے تجھے کفران نعمت کی سزا

وہ دوست تو چلا گیا اور میں وہی ہکا بکا بیٹھا رہ گیا۔

آپس کا اختلاف :

چند دن بعد پھر ان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا کہ میں تو حنفی شافعی اختلاف کی وجہ سے حنفیت چھوڑ کر اہل حدیث ہوا تھا کہ اختلافات سے بچ جاؤں۔ مگر آپ نے تو اس دن یہ ثابت کر دیا کہ اہل حدیث نے سابقہ کسی اختلاف کو مٹایا نہیں بلکہ امت میں اختلافات کو بڑھایا ہی ہے۔ اس نے کہا کہ اہل فن کے اختلاف رائے سے آپ بچ کر کہاں جا سکتے ہیں۔ کیا محدثین میں احادیث کے صحیح یا ضعیف، مرفوع یا موقوف ہونے میں اختلاف نہیں، راویوں کے ثقہ و ضعیف ہونے میں اختلاف نہیں؟ محدثین تو بہت سے ہیں لیکن اگر صرف صحاح ستہ والوں کا ہی اختلاف دیکھا جائے تو آپ چار ائمہ کے اختلاف سے ڈر کر بھاگے مگر کم از کم چھ کے اختلاف میں پھنس گئے۔ اور اس پر

بھی آپ نے غور نہیں فرمایا کہ حنفی اور شافعی دو مذہب ہیں ان میں آپ کو اختلاف برداشت نہیں۔ مگر نام نہاد اہل حدیث میں تو آپس میں بھی اختلافات ہیں۔ ایک ہی فرقہ میں اختلاف تو اور زیادہ قابل نفرت ہونے چاہئیں۔ اس نے کہا کہ ایسا تو نہیں کہ اہل حدیث میں آپس میں اختلافات ہوں' اس نے کہا آپ اپنا مطالعہ وسیع کریں۔ چند اختلافات ملاحظہ ہوں :

۱---- (الف) اگر سونا بھی مکمل نصاب نہ ہو اور چاندی بھی مکمل نصاب نہ ہو اور دونوں کی قیمت مل کر نصاب کے برابر ہو جاتی ہے تو زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔ ابوالحسن میاں نذیر حسین (فتاویٰ علمائے حدیث ص۸۵ ج۷)

(ب) سونے اور چاندی کو ایک جگہ ملا کر زکوۃ نہیں دینی ہوگی بلکہ ایسی صورت میں زکوۃ معاف ہوگی۔ مولانا محمد یونس محدث مدرس مدرسہ نذیر حسین (فتاویٰ علمائے حدیث ص۸۶-۸۸ ج۷)

(ج) اس بارہ میں حضور ﷺ سے کچھ مروی نہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ص۹۷ ج۱)

۲- زیور مستعملہ پر زکوۃ فرض ہے۔ (شرف الدین) واجب نہیں۔ ثناء اللہ (فتاویٰ علمائے حدیث ص۹۵'۹۶/ ج۷)

۳- مال تجارت پر زکوۃ فرض نہیں (عرف الجادی) فرض ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص۶۷ ج۷)

۴- تعمیر مسجد پر زکوۃ نہیں لگ سکتی۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص۱۷۸ ج۷) تعمیر مساجد میں صرف کرنا درست ہے۔ (ایضاً ص۲۲۱ ج۷)

۵- جو اہل حدیث امام عبدالستار کو زکوۃ نہ دے اس کی زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ ستاریہ) امام عبدالستار کو زکوۃ وصول کرنا قطعاً ناجائز و حرام ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص۲۶۳ ج۷)

۶- کافر کو زکوۃ دی جاسکتی ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص۲۷۵ ج۷) کافر کو زکوۃ نہیں دی جاسکتی۔ (ایضاً ص۲۹۱ ج۷)

۷۔ تملیک زکوۃ میں لازم ہے۔ (ص۲۵۶ ج۷) ضروری نہیں (ص۲۳۴ ج۷)

۸۔ عشر صرف زمیندار اور مزارع پر ہے۔ لوہار، ترکھان، حجام، دھوبی پر بعد نصاب بھی فرض نہیں (ص۱۳۶ ج۷) لوہار، ترکھان وغیرہ کے دانے نصاب کو پہنچ جائیں تو ان پر بھی عشر فرض ہے (ص۱۳۶ ج۷)

۹۔ سیونگ بینک کا سود مولوی عبدالواحد غزنوی جائز کہتے ہیں (ص۳۰۵ ج۷) بعض غیر مقلد حرام کہتے ہیں۔

۱۰۔ حرام مال دو قسم پر ہے۔ ایک کا حصول بالرضا ہوتا ہے جیسے زنا کی اجرت، جوئے کا نفع وغیرہ، دوسرا بالجبر جیسے چوری ڈاکہ وغیرہ۔ پہلی قسم کے بارے میں بعض علماء (اہل حدیث) کا عقیدہ ہے کہ توبہ کے بعد حلال ہو جاتا ہے۔ دوسری قسم کے متعلق نہیں (ص۲۷۲ ج۷ مولانا ثناء اللہ امرتسری) پہلی قسم کے متعلق بعض علماء کا عقیدہ ہے کہ بالکل باطل ہے۔ قطعاً حرام ہے۔ حلت کی کوئی دلیل نہیں (ص۲۷۲ ج۷ مولانا شرف الدین)

☆ یہ دیکھئے صرف مالی معاملات کے بارے میں ایک ہی فرقہ اہل حدیث کے بطور مثال دس اختلافات ذکر کئے ہیں۔ اب یہ جھوٹ بولنا کہ اہل حدیث ہونے کے بعد اختلافات ختم ہو جاتے ہیں۔ اس سے توبہ لازم ہے۔ اہل حدیث نے تو اختلافات بڑھا دیئے ہیں۔

محمدی کون ؟

میں نے کہا کہ حنفی محمدی تو نہیں؟ اس نے کہا کہ حنفی تو ڈبل محمدی ہیں۔ کیونکہ جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں وہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور رسول پاک ﷺ کی شریعت پاک کی جو جامع تشریح حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمائی اس کے مرتب کرنے والے بھی امام محمد بن حسن شیبانی ہیں۔ آپ ایک میٹرک کے طالب علم ہو کر یہ کہہ رہے ہیں کہ حنفی محمدی نہیں، جبکہ آپ کی جماعت کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری تو مرزائیوں کو بھی محمدی مانتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں "اسلامی

فرقوں میں خواہ کتنا ہی اختلاف ہو مگر آخر کار نقطہ محمدیت پر جو درجہ ہے والذین معہ کا سب شریک ہیں۔ اس لئے گو ان میں باہمی سخت شقاق ہے مگر اس نقطہ محمدیت کے لحاظ سے ان کو باہمی رحماء بینھم ہونا چاہئے۔ مرزائیوں کا سب سے زیادہ مخالف میں ہوں۔ مگر نقطہ محمدیت کی وجہ سے ان کو بھی میں اس میں شامل سمجھتا ہوں (اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء)

کفرو شرک سے نفرت :

میں نے کہا کہ چونکہ اہل حدیث حضرات رات دن احناف وغیرہ مقلدین پر کفرو شرک کے فتوے لگاتے رہتے تھے۔ چلو اہل حدیث ہو گیا تو ان فتووں سے تو بچ جاؤں گا۔ اس نے کہا آپ تو بہت ہی بھولے معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کو کس نے کہا کہ پھر یہ فتوے نہیں لگائیں گے۔ آپ نے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کا نام تو سن رکھا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں وہ تو اس فرقہ کے شیخ الاسلام تھے۔ شیر اسلام اور مناظر اسلام تھے۔ اس نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اہل حدیث ان پر فتویٰ کفر لگوانے کے لئے حرمین شریفین گئے تھے۔ فیصلہ مکہ 'فیصلہ حجازیہ پڑھ کر دیکھیں کہ اس کو فرعون سے بدتر کافر ثابت کیا ہے۔ اور جماعت غرباء اہل حدیث کو دوسرے اہل حدیثوں نے مکے کے کافروں سے بدتر کافر قرار دیا ہے۔ مولانا عبداللہ روپڑی پر خود اہل حدیثوں نے کفر کے فتوے صادر فرمائے ہیں۔ اب ان میں سے ایک فرقہ مسعودی نکلا ہے جو اپنے آپ کو جماعت المسلمین کہتا ہے اور باقی سب اہل حدیثوں کو غیر مسلم قرار دیتا ہے۔ اب میں حیران تھا کہ مجھے اختلافات سے بچانے کا جھانسہ دے کر بڑے اختلافات میں دھکیل دیا ہے۔ میں صحابہ سے کٹ گیا' ائمہ مجتہدین سے باغی ہو گیا' اولیاء اللہ کا سرکش ہو گیا' اور تقلید مجتہدین سے ہٹا کر مجھے اپنی تقلید پر لگالیا۔ گویا اہل کی تقلید سے ہٹایا اور نااہل کی تقلید کا طوق میری گردن میں ڈال دیا۔ اگر میں سب سے کٹ کر ان ہی کے ساتھ رہتا تو بھی بات تھی' اب میں ان کا بھی نہ رہا۔ آپ مجھے مولانا وحید الزمان کی کتاب نزل الابرار سنا کر دیکھیں' میں اس پر کتنی لعنتیں بھیجتا ہوں۔ آپ نواب صدیق حسن خاں کی بدور الاھلہ

سنا کر دیکھیں کہ میں اسے کتنی صلواتیں سناتا ہوں' آپ میر نورالحسن کی عرف الجادی سنائیں اور اس کے خلاف میری زبان درازی سن لیں۔ اب وہ میرا دوست تو جا چکا تھا اور میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ یا اللہ! وہ جو محاورہ سن رکھا تھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ وہی حال میرا ہو گیا ہے :

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم : نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اسی ادھیڑ بن میں دن گزر رہے تھے کہ میں نے کالج میں داخلہ لے لیا۔ اب میرا معیار تعلیم بھی بلند ہو رہا تھا اور اپنی سابقہ تحقیق پر بہت پریشان بلکہ پشیمان تھا۔ سوچا کہ معیار تحقیق بھی بلند کرنا چاہئے۔ اب میرا رجحان زیادہ تر تلاوت قرآن کی طرف تھا۔ میں کالج کی تعلیم سے وقت نکال کر قرآن پاک کی تلاوت کرتا اور اس کے ترجمہ و تفسیر پڑھنے کا شوق دل میں انگڑائیاں لینے لگا۔

اہل قرآن :

کالج میں ہمارے ایک پروفیسر صاحب تھے۔ مجھے قرآن پاک کی تلاوت کرتے دیکھتے۔ ایک دفعہ پوچھنے لگے تم کس فرقے سے تعلق رکھتے ہو۔ میں نے کہا میں اہل حدیث ہوں۔ انہوں نے کہا میں بھی پہلے اہل حدیث ہی تھا مگر جب میں نے قرآن پاک کا مطالعہ کیا تو میرا دل اہل حدیث کے اختلافات سے اچاٹ ہو گیا۔ اگرچہ علماء اہل حدیث نے مجھے مطمئن کرنے کی بہت کوشش کی لیکن میں اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ خود ہی اپنے مسائل پر مطمئن نہیں تھے۔ کسی دوسرے کو کیسے مطمئن کر سکتے تھے۔ آخر میں قرآن کی طرف آ گیا اور اہل قرآن بن گیا۔ آپ بھی ان کے لٹریچر کا مطالعہ کریں۔ سب اختلافات اور پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ پروفیسر صاحب نے مجھے دو کتابیں عنایت فرمائیں۔ یہ دونوں کتابیں جناب غلام احمد پرویز صاحب کی لکھی ہوئی تھیں۔ ایک کا نام تھا "قرآنی فیصلے" دوسری کا نام تھا "مقام حدیث" میں بڑا خوش ہوا۔ معمول کے مطابق قرآن پاک کی تلاوت سے فارغ ہو کر مطالعہ شروع کیا۔

تلاوت قرآن کریم :

اس میں لکھا تھا "یہ عقیدہ کہ بلا سمجھے قرآن کے الفاظ دہرانے سے ثواب ملتا ہے یکسر غیر قرآنی عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ درحقیقت عہد سحر کی یادگار ہے (قرآنی فیصلے ص ۱۰۴) میں تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا کہ یہ جو سب مسلمان رات دن قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں ان کو تو کچھ بھی ثواب نہ ملا۔ میں نے صبح پروفیسر صاحب سے عرض کیا کہ جناب یہاں تو لکھا ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت بلا معنی سمجھے کرنا عبث ہے۔ میں تو بہت تلاوت کرتا ہوں اور اپنے بڑوں کو ثواب بھی بخشتا ہوں۔ یہ تو سارا کام ہی خراب ہو گیا۔ کیونکہ جب مجھے ہی ثواب نہ ملا تو آگے کیا پہنچے گا۔ پروفیسر صاحب مسکرا کر فرمانے لگے کہ یہاں تو سرے سے ثواب ہی نہیں ملا۔ اگر کسی کام پر ثواب مل بھی جائے تو بھی اس کا ثواب کسی کو نہیں پہنچتا۔

ایصال ثواب :

اس سے آپ نے دیکھ لیا ہو گا کہ ایصال ثواب کا عقیدہ کس طرح مکافات عمل کے اس عقیدہ کے خلاف ہے جو اسلام کا بنیادی قانون ہے۔ خدا جانے اس قوم نے کہاں کہاں سے ان عقائد کو پھر سے لے لیا جنہیں مٹانے کے لئے قرآن آیا تھا اور اس صورت میں جب کہ خود قرآن اپنی اصلی شکل میں ان کے پاس موجود ہے۔ اس سے بڑا تغیر بھی آسمان کی آنکھ نے کم ہی دیکھا ہو گا (قرآنی فیصلے ص ۹۸) میں نے پروفیسر صاحب سے عرض کیا کہ جناب میں تو چاہتا ہوں کہ اختلافات کی دلدل سے نکل جاؤں۔ آپ اس بارے میں میری رہنمائی فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اختلافات سے بچنے کا ایک ہی حل ہے کہ آدمی اہل قرآن بن جائے۔ دیکھو کوئی فقہ کا مسئلہ پیش کرے تو سوال ہوتا ہے کہ مفتی بہ یعنی مضبوط قول ہے یا غیر مفتی بہ یعنی ناقابل عمل۔ اسی طرح حدیث پر فوراً یہ سوال اٹھتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف؟ کوئی صحیح کہے گا کوئی ضعیف اور اختلاف مٹ نہیں سکے گا۔ ہاں قرآن پاک کی کسی ایک آیت کے بارے میں بھی آپ نہیں سنیں

گے کہ کوئی اسے ضعیف کہے۔ اس لئے کوئی اختلاف ہی نہیں ہو گا۔

انکار حدیث :

پروفیسر صاحب نے بات جاری رکھتے ہوئے پرویز صاحب کا ایک اقتباس پیش فرمایا کہ "مسلمانوں کو قرآن سے دور رکھنے کے لئے جو سازش کی گئی اس کی پہلی کڑی یہ عقیدہ پیدا کرنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس وحی کے علاوہ جو قرآن میں محفوظ ہے ایک اور وحی بھی دی گئی تھی جو قرآن کے ساتھ بالکل قرآن کی ہم پلہ (مثلہ معہ) ہے۔ یہ وحی روایات میں ملتی ہے۔ اس لئے روایات عین دین ہیں۔ یہ عقیدہ پیدا کیا اور ساتھ ہی روایات سازی کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے روایات کا ایک انبار جمع ہو گیا..... اس طرح اس دین کے مقابل جو اللہ نے دیا تھا ایک اور دین مدون کر کے رکھ دیا اور اسے اتباع سنت رسول اللہ ﷺ قرار دے کر امت کو اس میں الجھا دیا (مقام حدیث ص ۴۲۱ ج ۱) آگے چل کر لکھتے ہیں "بہرحال جھوٹ پہلی سازش کے تحت بولا گیا یا بعد میں، اہلیان مسجد نے نیک کاموں کے لئے اس جھوٹ کی حمایت کی۔ نتیجہ دونوں کا ایک ہے یعنی یہ جھوٹ مسلمانوں کا مذہب بن گیا۔ وحی غیر متلو اس کا نام رکھ کر اسے قرآن کے ساتھ قرآن کی مثل ٹھہرایا گیا (مقام حدیث ص ۱۲۲ ج ۲) پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ دیکھو ایک عربی قرآن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ چھ عجمی قرآن بنا کر ان کا نام صحاح ستہ رکھ لیا گیا۔ یہی احادیث تمام اختلافات کی بنیاد ہیں۔ ان کو چھوڑے بغیر اتفاق اور اتحاد! ایں خیالست و محالست و جنوں۔ اس لئے اتفاق اور اتحاد کی ایک ہی صورت ہے کہ صرف قرآن کو مانو اور بس۔

کیا مطالب میں اتفاق ہے؟

میں نے پروفیسر صاحب سے عرض کیا کہ کیا قرآن پاک کے الفاظ میں قراء توں کا اختلاف نہیں۔ فرمانے لگے ہاں سات، یا دس متواتر قراء تیں ہیں۔ ان میں اختلاف بھی ہے میں نے عرض کیا کہ جناب میں چار اماموں کے اختلاف سے بچنے کے لئے اہل

حدیث ہوا تھا۔ لیکن وہاں کم از کم صحاح ستہ کے چھ اماموں کے اختلاف میں جا پھنسا۔ اب آپ سات یا دس کے اختلاف کی دعوت دے رہے ہیں۔ یہ تو الفاظ کی بات تھی۔ رہے قرآن سے جو مسائل اہل قرآن نے اخذ کئے ہیں کیا سب قرآن کو ماننے والے مسلمان ان مسائل میں آپ کے ساتھ متفق ہیں۔ مثلاً آپ کے پرویز صاحب کہتے ہیں کہ اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت سے مراد مرکز ملت (Central Authority) اور اولوالامر سے مراد افسران ماتحت ہیں۔ (معارف القرآن ص ۶۲۳ ج ۴) اور رسول ﷺ کو قطعاً حق نہیں کہ اپنی اطاعت کروائے (معارف القرآن ص ۶۱۶ ج ۴) اور ختم نبوت کا مطلب یہ بتایا ہے کہ اب انسانوں کو صرف اصولی رہنمائی کی ضرورت ہے ان اصولوں کی روشنی میں وہ تفصیلات خود متعین کریں گے (سلیم کے نام ص ۱۰۳ ج ۲) قرآنی احکام عبوری دور کے لئے تھے (نظام ربوبیت ص ۲۵) آخرت سے مراد مستقبل ہے (سلیم کے نام ص ۱۲۴ ج ۲)

جنت اور جہنم :

جنت اور جہنم مقامات نہیں ہیں۔ انسانی ذاتی کیفیات ہیں (لغات القرآن ص ۴۴۹ ج ۱) ملائکہ سے مراد وہ نفسیاتی محرکات ہیں جو انسانی قلوب پر اثرات مرتب کرتے ہیں (ابلیس و آدم ص ۱۹۵) وغیرہ۔ میں نے کہا کہ جن مسائل کو قرآن کے مسائل سے تعبیر کیا گیا ہے، کیا عرب و عجم کے مفسرین شروع سے ان آیات کے یہی مطالب بیان کرتے آ رہے ہیں؟ پروفیسر صاحب نے کہا کہ ان سے علماء نہ صرف یہ کہ اتفاق نہیں کرتے۔ بلکہ بعض مسائل پر تو علماء نے فتویٰ کفر دے دیا ہے۔ جس فتویٰ پر تقریباً ۱۰۲۷ علماء کے دستخط ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا یہ فتویٰ پرویز صاحب کی زندگی میں شائع ہو کر ان تک پہنچا تھا۔ انہوں نے فرمایا بالکل یہ فتویٰ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن جامعۃ العلوم الاسلامیہ سے شائع ہوا۔ پرویز صاحب نے بار بار پڑھا اور ایک خط میں کچھ لعن طعن علماء پر کر دیا مگر ان کے دلائل کا جواب نہیں دے سکے۔ پھر اس خط کا جواب بھی حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب نے چھپوا دیا۔ مگر اس کا جواب الجواب کسی طرف سے نہ ہو سکا۔ میں نے کہا

پروفیسر صاحب! ہم نے جتنا اختلافات سے بچنے کی کوشش کی۔ پہلے سے زیادہ اختلافات میں پھنستے گئے۔ کوئی راستہ بجھائی نہیں دیتا کہ کدھر جائیں' وہ اسی پریشانی میں تھے کہ ان کے ایک دوست وکیل صاحب آگئے' انہوں نے ان کی کہانی سنی تو انہیں لے کر اس (راقم الحروف) کے پاس آگئے اور انہوں نے مجھے بھی اپنی داستان تحقیق سنائی۔ میں نے کہا کہ آپ حضرات کی ان پریشانیوں کے اسباب میں سے پہلا سبب یہ ہے کہ دین کے بارہ میں جناب کا علم نہایت ناقص اور بالکل سطحی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ باوجود ناقص استعداد کے خودرائی اور غرور و تکبر نے آپ کو علماء اور صوفیا سے دور کر دیا ہے۔

حدود اختلاف :

میں نے کہا کہ آپ ابھی تک حدود اختلاف سے ہی واقف نہیں۔ اختلاف کی تین قسمیں ہوتی ہیں :

(۱) پہلی قسم کا اختلاف :

کفر اور اسلام کا اختلاف ہے' ضروریات دین میں سب کو ماننا ایمان ہے اور ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا باطل تاویل کرنا کفر ہے۔ ایسے ہی اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت سے مرکزی حکومت کی اطاعت مراد لینا کفر ہے۔ اسی طرح اولوالامر سے ہر حکومت کے افسران ماتحت مراد لینا صریح کفر اور الحاد ہے۔ یا یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت صرف آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں قابل عمل تھی اب اس کی اطاعت لازم نہیں۔ یہ بھی صریح کفر ہے۔ ختم نبوت کا یہ مفہوم مراد لینا کہ اب ہم اپنے فیصلے خود حل کریں گے یہ بھی کفر ہے اور اسلامی احکام زکوۃ' صدقہ' خیرات وراثت کو عبوری دور کے احکام قرار دینا بھی واضح کفر ہے۔

(۲) دوسری قسم کا اختلاف دائرہ اسلام کے اندر ہے۔ اس کو سنت اور بدعت کا اختلاف کہتے ہیں۔ قدریہ' جبریہ' معتزلہ وغیرہ بدعتی فرقے ہیں۔ مطلق ایصال ثواب' مطلق توسل اور مطلق حیات النبی ﷺ کا انکار کرنے والا اہل سنت سے خارج اور بدعتی ہے۔

(۳) تیسری قسم کا اختلاف اہل سنت کے دائرہ کے اندر ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے۔ صحابہ' محدثین اور فقہاء کا اختلاف اسی قسم کا ہے۔ اہل فن کا اختلاف ہمیشہ قابل برداشت ہوتا ہے۔ طبیب سے طبیب کا اختلاف قابل برداشت ہے مگر طبیب سے کمہار کا اختلاف ناقابل برداشت ہے۔ جج صاحب کا جج سے قانونی تشریح میں اختلاف قابل برداشت ہے مگر جج سے چمار کو اختلاف کا کوئی حق نہیں اور نہ ہی اختلاف قابل برداشت ہے۔

مثال : آپ لوگوں کا عجیب مزاج ہے کہ جو اختلافات قابل برداشت تھے جیسے ائمہ اربعہؒ کے اجتہادی اختلافات' ان کو تو آپ برداشت نہ کر سکے مگر جو اختلافات ناقابل برداشت تھے جو سنت و بدعت اور کفر و اسلام کے تھے ان کو آپ نے برداشت کر لیا۔ آپ کی مثال تو اس مریض جیسی ہے کہ اس کے لئے دو مسلمان طبیبوں نے الگ الگ حلال دوا تجویز کر دی مگر مریض غصے ہو گیا اور کافر اطباء کے پاس چلا گیا' انہوں نے بھی الگ الگ دوا تجویز کی مگر ہر ایک نے حرام دوا تجویز کر دی تو یہ اختلاف یقیناً پہلے اختلاف سے بدتر ہے۔ وہ کسی دہریہ کے پاس چلا گیا اور انہوں نے کہا کہ پہلے خدا کا انکار کرو۔ حرام و حلال کا فرق دل ہی سے نکال دو اور پھر دوا ملے گی۔ مگر اس کی تجویز میں بھی اختلاف ہی رہا تو یہ اختلاف یقیناً بدترین اختلاف ہے۔

اختلاف کہاں ہے ؟

میں نے کہا کہ جو اختلافات قابل برداشت ہیں ان میں ججوں کا اختلاف' وکلاء کا اختلاف' ڈاکٹروں کا اختلاف یقیناً ملک میں موجود ہے۔ مگر یہاں ائمہ اربعہ کا تو ایک ہی مذہب ہے اور سات قراءتوں میں سے ایک ہی قراءت ہے۔ نہ لڑائی ہے نہ جھگڑا' صدیوں سے اتفاق و محبت سے لوگ دینی اعمال بجا لا رہے ہیں۔ سری لنکا میں صرف شافعی مذہب ہے۔ نہ کسی حنفی نے وہاں جھگڑا ڈالا نہ مالکی نے۔ اس لئے کہ اپنے اپنے علاقے میں تو مذہب ہی ایک ہے ایک ہی قراءت ہے۔ کوئی لڑائی نہیں۔ صدیوں تک مکہ مکرمہ جو سب کا مرکز ہے وہاں چار قاضی اور چار مصلے ہوتے تھے لیکن باقی ممالک میں عملاً ایک مذہب ہی متواتر تھا' اس کا فائدہ یہ تھا کہ سب جانتے تھے کہ مرکز نے صرف

چار مذاہب کو حق تسلیم کیا ہے کوئی پانچواں فرقہ اہل سنت کے نام سے نہ بن سکتا تھا نہ چل سکتا تھا- باقی علاقوں میں صرف ایک ایک مذہب تھا وہ بھی ان چار میں سے ایک- پاک و ہند کا حال ہی تاریخ میں پڑھ لیں- یہاں دوسری صدی میں اسلام آگیا- دوسری سے تیرھویں صدی تک یہاں کے اہل سنت ایک ہی مذہب حنفی رکھتے تھے- یہ ان صدیوں میں حج کے لئے بھی جاتے رہے- مگر حنفی ہی جاتے اور حنفی ہی واپس آتے- انگریز کے دور میں کچھ لوگ یہاں بعض شافعی مذہب کے بعض مسائل کھینچ لائے اور اختلاف پیدا کردیا- وہ اختلاف کرنے والے بھی خود تھے اور اختلاف کے خلاف شور بھی مچاتے تھے- بالکل چور مچائے شور کی مثال پوری کر دی- بارہ صدیوں میں یہاں لاکھوں کافر مسلمان ہوئے اور سب سنی حنفی ہی بنے- ان اختلافات کے بانیوں نے یہاں اختلاف پیدا کیا اور چونکہ یہاں ایک ہی مذہب تھا اس لئے جو سوال کافر بھی نہ سوچ سکتے تھے وہ خوب پھیلایا کہ اب اگر کافر مسلمان ہونا چاہے تو کس مذہب میں آئے گا- حالانکہ بات صاف ہے کہ آج بھی یہاں مذہب ایک ہی ہے اور وہ مذہب حنفی ہے اور یہ نئے اختلافات والے تو لامذہب ہیں اور کافر یہ سوال کیوں نہ کرے گا کہ میں مسلمان ہو کر سات قراءتوں میں سے کس قراءت پر قرآن پڑھوں- اصل بات یہ ہے کہ یہاں عوام میں ایک ہی قراءت متواتر ہے جو سب مسلمان پڑھ رہے ہیں وہ کافر بھی مسلمان ہو کر یہی قاری حفص کی متواتر قراءت پڑھے گا اور مذہب حنفی کے ذریعہ سنت نبوی ﷺ پر عمل کرے گا- پروفیسر صاحب اور ان کے شاگرد آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی، یونانی آریوویدک کے چار طریق علاج یہاں موجود ہیں مگر اس پر ہم نے کبھی شور نہیں مچایا اور ائمہ اربعہ کے مذاہب میں سے تو یہاں ایک اور صرف ایک ہی مذہب ہے مذہب حنفی- مگر ہم چار چار کا ذہن پر بوجھ ڈال کر خود بھی پاگل ہو گئے اور کتنے سادہ لوگوں کو پاگل بنا ڈالا- اے اللہ! ہمیں اس پاگل پنے سے محفوظ فرما اور ایک ہی مذہب جو اس ملک میں درسا اور عملاً متواتر ہے اسی پر ہمیں قائم رکھ اور اس کی حفاظت فرما- آمین-

ایصال ثواب :

اب وہ دونوں فرمانے لگے کہ یہ ایصال ثواب کا عقیدہ تو قرآن پاک کے بالکل ہی خلاف ہے۔ قرآن پاک میں صاف طور پر آیا ہے لیس للانسان الا ما سعی (۵۳:۳۹) اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا۔ اور دوسری جگہ ہے: ولا تجزون الا ما کنتم تعملون (۳۶:۵۴) اور وہی بدلہ پاؤ گے جو کرتے تھے۔ میں نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو حکم فرمایا ہے: قل رب ارحمهما کما ربّینی صغیرا (۱۷:۲۴) اور کہہ اے رب! ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا۔ میں نے پوچھا کہ کیا والدین کے لئے یہ دعا کرنے کا حکم ہے؟ کہنے لگے بالکل ہے۔ میں نے کہا صرف جب تک زندہ ہوں اسی وقت تک یا وفات کے بعد بھی؟ کہنے لگا وفات کے بعد بھی۔ میں نے پوچھا اس دعا سے ان کو کوئی فائدہ پہنچے گا یا قرآن نے ایک بے فائدہ کام کا حکم دیا ہے۔ کہنے لگے کہ ضرور پہنچے گا۔ میں نے کہا کہ اسی کا نام ایصال ثواب ہے۔ اس میں سعی اور کوشش بیٹے بیٹی کی ہے اور فائدہ والدین کو پہنچ رہا ہے۔ کہنے لگے ماں باپ کو اولاد کی کوشش کا فائدہ پہنچتا ہے' کیونکہ وہ سبب ہیں ان کی پیدائش کا۔ اوروں کو تو نہیں پہنچتا۔ میں نے کہا قرآن پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کی دعا بھی مذکور ہے: رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنات۔ ولا تزد الظالمین الا تبارا (۷۱:۲۸) "اے رب معاف کر مجھ کو اور میرے ماں باپ کو۔ اور جو آئے میرے گھر میں ایماندار۔ اور سب ایمان والے مردوں اور عورتوں کو۔ اور گنہگاروں پر بڑھتا رکھ' یہی برباد ہونا۔" اس آیت کریمہ میں سب مومن مردوں اور عورتوں کے لئے دعا ہے۔ تو کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے نوح! میں نے تیرے حق میں دعا قبول کرلی اور تیرے والدین کے لئے بھی' کیونکہ وہ تیری پیدائش کا سبب ہیں اور باقی مومن جو تیرے گھر میں ہیں۔ اور گھر سے باہر کے سب مومن مرد اور عورتوں کے لئے تیری دعا بے فائدہ' عبث اور مردود ہے' اور آئندہ کبھی ایسا فضول کام نہ کرنا' یہ دعا تیرا عمل ہے۔ اس سے تجھے تو فائدہ ہوگا اور کسی کو نہیں ہوگا۔ تیری کوشش کا

فائدہ اور کسی کو پہنچانا میرے قانون کے خلاف ہے۔ کہنے لگے یقیناً سب کو فائدہ پہنچا۔ میں نے کہا یہی ایصال ثواب ہے۔ اب ایصال ثواب کا انکار کرکے تم قرآن کا انکار کر رہے ہو یا نہیں؟ کہنے لگے واقعی یہ تو قرآن پاک کا صاف انکار ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا بھی ہے: رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء' ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب (۱۴:۴۰:۴۱) "اے میرے رب کر مجھ کو کہ قائم رکھوں نماز اور میری اولاد میں سے بھی۔ اے رب میرے اور قبول کر میری دعا۔ اے رب بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہو حساب۔" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا سب کے لئے کی تو والد کے لئے دعا سے منع کردیا گیا۔ کیونکہ وہ کافر تھا۔ اس کو نبی کی دعاء کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور مومنوں کے لئے دعا سے منع نہیں کیا گیا۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مومنوں کو ثواب پہنچتا ہے' کافروں کو نہیں پہنچتا۔ تو آپ لوگ اپنے آپ کو کافروں سے کیوں ملا رہے ہیں۔ اسی بات کی وضاحت قرآن پاک میں دوسری جگہ بھی ہے۔

منافقین کی محرومی :

استغفر لهم اولا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم- ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله والله لا يهدى القوم الفسقين (۹:۸) "تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ۔ اگر ان کے لئے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ' یہ اس واسطے کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے۔ اور اللہ راستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔" معلوم ہوا کہ کافروں کو نبی پاک ﷺ کے استغفار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگرچہ نبی ﷺ ستر مرتبہ بھی استغفار کریں۔ خدا کی پناہ۔ (تو ایصال ثواب کا انکار کرکے کفار و منافقین میں اپنے آپ کو شامل کیوں کرتے ہو)

کافر کا جنازہ نہ پڑھو :

اور ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره انهم کفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فسقون (۹:۸۴) اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مرجائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر۔ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مرگئے نافرمان۔

جنازہ بھی ایصال ثواب ہے :

چونکہ نماز جنازہ سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس لئے مومن کے بارے میں تو حدیث شریف میں فرمایا کہ ہر نیک وبد پر نماز جنازہ پڑھو، مگر کافروں کو ثواب نہیں پہنچتا، اس لئے ان کی نماز جنازہ سے سختی سے منع کردیا گیا۔ اس لئے جو لوگ ایصال ثواب کے منکر ہیں ان کو اعلان کرنا چاہئے کہ نہ ہم کسی کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور نہ کوئی ہماری نماز جنازہ پڑھے۔ اور جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ ایصال ثواب صرف سبب کی وجہ سے ہوتا ہے وہ بھی اعلان کریں کہ نماز جنازہ صرف اولاد پڑھے۔ جس کی اولاد نہ ہو اس کی نماز جنازہ بالکل نہ پڑھی جائے۔ اور ہمارے جنازہ میں بھی ہماری اولاد کے علاوہ کوئی اور شریک نہ ہو، بلکہ اگر جرات اور ہمت ہے تو صاف اعلان کریں کہ ہم اہل قرآن ہیں۔ اس لئے جو بات قرآن سے ثابت نہ ہو وہ عمل ہم پر نہ کرنا، مثلاً مردہ کو غسل دینا، کفن دینا اور حدیث والی نماز جنازہ پڑھنا۔ اور چارپائی پر ڈال کر قبرستان لے جانا۔ یا اس قبر میں دفن کرنا جو انسان نے کھودی ہو، کیونکہ یہاں نہ مجھے عذاب ہوگا نہ ثواب۔ اللہ کی کھودی ہوئی قبر میں دفن کرنا جہاں مجھے عذاب یا ثواب ملے۔

نماز جنازہ ایصال ثواب ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا : اذا صلیتم علی المیت خلصوا له الدعا (ابن ماجہ) "جب مردہ پر نماز پڑھو تو خلوص کے ساتھ اس کے لئے دعا کرو۔" اور یہاں یہ نہ فرمایا کہ بیٹے کے سوا کوئی نماز جنازہ نہ پڑھے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی دعائیں کتب احادیث میں منقول ہیں جو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازوں میں پڑھیں- اور یہ نماز جنازہ امت میں عملاً متواتر چلی آ رہی ہے- اور اس سے مقصود صرف اور صرف ایصال ثواب ہے-

قبر پر دعا :

عن عثمان بن عفان رضی الله عنه قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا فرغ من دفن المیت فقال استغفروا لاخیکم واسئلوا له التثبیت فانه الان یسئل - "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مردہ کے دفن سے فارغ ہوتے تو فرماتے اپنے بھائی کے لئے بخشش مانگو' اور اس کی ثابت قدمی کی دعاء کرو- کیونکہ اب اس سے سوال ہو رہا ہے-"

یہ استغفار بھی زندوں کی سعی و کوشش ہے' جس سے مردہ کو فائدہ پہنچ رہا ہے- اس میں کوئی قید نہیں کہ صرف بیٹا دعا کرے' اور کوئی نہ کرے- یہ بھی ثابت ہوا کہ میت سے سوال و جواب اسی قبر میں ہوتا ہے-

فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (۴۳ھ) نے فرمایا کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو پھر مجھ پر مٹی ڈالو' پھر میری قبر کے پاس اتنا وقت ٹھہرے رہو جس میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکتا ہو' تاکہ میں تمہاری وجہ سے مانوس ہو کر سوچ سکوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں (صحیح مسلم ص ۷۶' ج ۱)

علامہ نووی (۶۷۶ھ) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبر میں سوال و جواب بھی ہے اور عذاب و ثواب بھی- اور دفن کے بعد قبر پر کچھ دیر ٹھہرنا مستحب ہے- وفیه ان المیت حینئذ یسمع من حول القبر کہ مردہ اس وقت اپنی قبر کے اردگرد کی باتیں سنتا ہے- فقیہ کبیر قاضی خان (۵۹۲ھ) تحریر فرماتے ہیں : ان قرأ القرآن عند القبور ان نوی بذالك ان یونسهم صوت القران فانه یقرأ فان لم یقصد ذالك فالله تعالی یسمع قراءة القران حیث کانت (قاضی خان' ص ۷۹۱' ج ۴' عالمگیری' ص ۳۷۷' ج ۴) "اگر کسی شخص

نے قبروں کے پاس اس نیت سے قرآن کریم پڑھا کہ اس کے قرآن پڑھنے کی آواز سے مردے مانوس ہوں تو بلا شک وہ پڑھے۔ اور اگر یہ نیت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ سے قرآن کی قراءت کو سنتا ہے۔"

فائدہ : یعنی قرآن پاک کہیں بھی پڑھا جائے اس کا ثواب مردے کو پہنچ جاتا ہے۔ ہاں اہل قبور کو مانوس کرنا ہو تو وہ قریب پڑھنے سے سنتے ہیں۔

زیارت قبور کی دعا :

زیارت قبور مسنون ہے' اور زیارت کے وقت بھی مردہ کے لئے دعا کرنا مسنون ہے۔ یہ دعا بھی ایصال ثواب ہی ہے۔ اس میں بھی یہ کوئی تخصیص نہیں کہ صرف بیٹا ہی دعا مانگے' باقی دعا نہ مانگیں۔ السلام علیکم اهل الدیار من المومنین والمسلمین وانا ان شاء الله بکم لاحقون۔ نسال الله لنا ولکم العافیه (مسلم' ج ا ص ۳۱۴) "سلام ہو تم پر اے ان گھروں والے مومنو اور مسلمانو! اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ضرور ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔"

آنحضرت ﷺ' صحابہ رضی اللہ عنہم' تابعین رحمھم اللہ اور ہر زمانہ اور ہر علاقہ کے مسلمان زیارت قبور کے وقت میت کو سلام اور اس کے لئے دعا کرتے آرہے ہیں۔ اور اس ایصال ثواب پر کسی نے انکار نہیں کیا۔ اس پر وہ حضرات کہنے لگے کہ دعا کو ہم بھی جائز مانتے ہیں۔ میں نے کہا یہ دعا زندہ ہی کی سعی اور کوشش ہے۔ جس سے مردہ کو فائدہ پہنچتا ہے۔ جس آیت سے آپ کو مغالطہ دیا گیا' اس کا مطلب تو صاف ہے۔ جیسے آپ پورا مہینہ کالج میں پڑھاتے ہیں تو اس کی تنخواہ کے حق دار آپ ہی ہیں۔ وہ آپ ہی کی ملکیت ہے۔ مگر جب آپ خود وہ تنخواہ لے کر کسی محتاج کو صدقہ یا دوست کو ہدیہ دے دیں تو اب وہ اس کا مالک بن جائے گا۔ اسی طرح آپ کی سعی' کوشش اور محنت کا ثواب آپ ہی کو ملے گا۔ ہاں اس کے بعد آپ نے بھی یہ سعی فرمائی کہ اے اللہ! اس کا جو ثواب مجھے ملا ہے وہ فلاں کو پہنچادے تو وہ اس کو مل جائے گا۔ اور یہ بھی آپ جانتے ہیں

کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا : الدعاء مخ العبادۃ- "دعا ہی عبادت کا مغز ہے-" تو جب مغز (دعاء) پہنچنے کے آپ قائل ہیں تو چھلکے بھی ساتھ ہی چلے جاتے ہیں- اور زندہ کے کام کا ثواب تو زندہ ہی کو ملتا ہے' مردہ کو ایصال ثواب ہوتا ہی دعا کے ذریعہ ہے کہ اے اللہ! اس کا ثواب فلاں کو پہنچ جائے- خواہ دعا زبان سے کی جائے یا دل سے' اللہ تعالیٰ دلوں کے راز بھی جانتے ہیں اور یہ حقیقت ایسی مسلمہ ہے کہ فرش سے عرش تک مسلم ہے-

فرش والے :

والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما التنھم من عملھم من شیء- کل امریء بما کسب رھین (سورۃ الطور:۲۱) "اور جو لوگ یقین لائے' اور ان کی راہ پر چلی ان کی اولاد ایمان کے ساتھ' پہنچادیا ہم نے ان تک ان کی اولاد کو' اور گھٹایا نہیں ہم نے ان کا کیا ذرا بھی- ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہے-"

اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنی دونوں شانیں بیان فرمادیں کہ کاملوں کی برکت سے وہ ان کی اولاد سے فضل کا معاملہ فرماتے ہیں کہ قاصرین کا درجہ بلند کرکے کاملین سے ملا دیتے ہیں- اور عدل کا معاملہ یہ ہے کہ اچھے برے عمل کی جزا سزا اتنی ہی دے جتنا عمل ہو-

بعد والے :

والذین جاء وامن بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم (الحشر ۵۹:۱۰) "اور واسطے ان لوگوں کے جو آئے ان کے بعد کہتے ہوئے اے رب! بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے داخل ہوئے ایمان میں' اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں بیر ایمان والوں کا- اے رب! تو ہی ہے نرمی والا مہربان-" دیکھو بعد والوں کی دعا سب پہلوں کو پہنچ رہی ہے- اور یہی فائدہ پہنچانا ایصال ثواب کہلاتا ہے-

عرش والے :

تکاد السموات یتفطرن من فوقھن والملائکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض- الا ان اللہ ھو الغفور الرحیم- (۵:۴۲) قریب ہے کہ پھٹ پڑیں آسمان اوپر سے اور فرشتے پاکی بولتے ہیں خوبیاں اپنے رب کی اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے . سن اللہ ہی ہے معاف کرنے والا مہربان-"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ آسمانوں پر فرشتے زمین والوں کے لئے اللہ سے بخشش کی دعا مانگتے ہیں- اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا سے زمین والوں کے گناہ بخش دیتے ہیں- آسمان والوں کی کوشش سے زمین والوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے- کاملوں کی محنت سے قاصروں کو فائدہ پہنچ رہا ہے- اور بعد والوں کی دعا سے سابقین کو فائدہ پہنچ رہا ہے- یہ خداوند قدوس کا فضل ہے (اور یہی ایصال ثواب ہے)-

فضل ہی فضل :

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبہ- واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم (البقرہ-۲۶۱) "مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنا مال اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ' اس سے اگیں سات بالیں' ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے- اور اللہ بے نہایت بخشش کرنے والا ہے- سب کچھ جانتا ہے-

دیکھو عدل تو یہ چاہتا ہے کہ ایک دانہ خرچ کرنے والے کو اجر میں ایک ہی دانہ ملے مگر خدا کا فضل ہے کہ ایک دانہ سات سو سے بھی کئی گنا ہو جائے- دانہ بھی انہیں کی عطا تھی- اور یہ بے نہایت اجر بھی ان ہی کا فضل و کرم ہے- اللھم انی اسئلك من فضلك ورحمتك-

صدقات جاریہ :

انا نحن نحی الموتی ونکتب ماقدموا و آثارھم و کل شیء احصینہ فی امام مبین ۔ (یٰسین ۔ ۱۲) "ہم ہیں جو زندہ کرتے ہیں مردوں کو اور لکھتے ہیں جو آگے بھیج چکے اور جو نشان ان کے پیچھے رہے ۔ اور ہر چیز گن لی ہم نے ایک کھلی اصل میں ۔

یعنی نیک و بد اعمال جو آگے بھیج چکے اور بعض اعمال کے اچھے برے اثرات جو پیچھے چھوڑے، مثلاً کوئی کتاب تصنیف کی یا علم سکھلایا، یا عمارت بنائی یا کوئی رسم ڈالی نیک یا بد وہ سب اس میں داخل ہیں ۔ اور حدیث پاک میں یوں ہے : "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے ۔ مگر تین عمل، صدقہ جاریہ یا علم جس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو، اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے (صحیح مسلم ص ۴۱، ج ۲)" اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اس کے نہیں کہ مومن کو اس کی موت کے بعد اس کے اعمال اور نیکیوں سے ملتے ہیں وہ علم جو سیکھا پھر اس کی اشاعت کی یا نیک بیٹا چھوڑ گیا ۔ یا قرآن پاک وراثت میں چھوڑا یا مسجد تعمیر کی یا مسافر خانہ بنایا، یا نہر کھدوائی، یا وہ صدقہ جو اپنے مال سے تندرستی اور زندگی میں نکالا ان کا ثواب موت کے بعد بھی اس کو پہنچتا ہے (ابن ماجہ ص ۲۲) ۔" اور حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے رسم ڈالی اسلام میں اچھی، اس کا اس کو اجر ملے گا اور جو لوگ بعد میں اس پر عمل کریں گے ان کا بھی اجر (اس کو) ملے گا ۔ اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی ۔ اور جس نے اسلام میں کوئی بد رسم جاری کی، اس کو اس کا بھی گناہ ہوگا اور جتنے لوگ اس کے بعد اس بد رسم پر عمل کریں گے ان کا بھی اس کو گناہ ہوگا ۔ اور ان کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی" (صحیح مسلم ص ۳۴۱، ج ۲)

صدقات کاایصال ثواب :

☆ عن عائشه رضی الله عنها ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ان امی افتلتت نفسها ولم توص واظنها لو تکلمت تصدقت افلها اجر ان تصدقت عنها؟ قال نعم (بخاری ص۳۸۶، ج۱، مسلم ص ۳۲۴، ج۱) "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس کی والدہ اچانک فوت ہوگئی اور اس نے کوئی وصیت نہ کی اور میرا گمان ہے اگر وہ بات کرتی تو صدقہ کرتی۔ اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا؟ فرمایا ہاں۔"

☆ عن عبدالله بن عباس رضی الله عنهما ان سعد بن عبادة توفیت امه وهو غائب عنها فاتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ان امی توفیت وانا غائب عنها فهل ینفعها ان تصدقت عنها؟ قال نعم فقال انی اشهدك ان حائطی المخراف صدقه عنها (بخاری ص۳۸۷، ج۱) "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوگئی اور وہ غائب تھا۔ وہ حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ فوت ہوگئی اور میں غائب تھا۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ ہوگا؟ فرمایا ہاں۔ سعد نے کہا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

☆ عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رجلا قال للنبی صلی الله علیه وسلم ان ابی مات وترك مالا ولم یوص فهل یکفی عنه ان اتصدق عنه؟ قال نعم (مسلم) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، بے شک میرے والد فوت ہوگئے اور مال چھوڑا اور وصیت نہیں فرمائی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو کفایت کرے گا؟ فرمایا ہاں۔

عن سعد بن عبادة رضی الله عنه قال یا رسول الله ان ام سعد ماتت فای

الصدقة افضل ؟ قال الماء فحفر بیرا وقال هذه لام سعد (**مسند احمد**)

"حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ام سعد فوت ہو گئی۔ پس کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا پانی۔ تو سعد نے کنواں کھودا اور کہا یہ ام سعد کے لئے ہے۔"

☆ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان العاص بن وائل نذر فی الجاھلیة ان ینحر مائة بدنة وان ھشام بن العاص نحر خمسة وخمسین وان عمرو سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ذالك فقال اما ابوك فلو اقر بالتوحید فصمت و تصدقت عنه نفعه ذالك۔ (مسند احمد) **"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی۔ اسی کے بیٹے ہشام نے باپ کی طرف سے پچپن اونٹ ذبح کئے۔ عمرو نے حضور ﷺ سے پوچھا ان کا کیا ہو گا؟ فرمایا اگر تیرا باپ توحید کا اقرار کرتا اور تو روزہ رکھ کر یا صدقہ کر کے ثواب پہنچاتا تو اس کو اس سے فائدہ ہوتا۔"**

○ **ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے صدقہ کا فرمایا۔ کیونکہ اس وقت پانی کی قلت تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جتنی محتاج کی ضرورت زیادہ پوری ہوگی اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا۔ اور جتنا ثواب زیادہ ملے گا اتنا ہی آگے زیادہ پہنچے گا۔ اس لئے ایصال ثواب میں خیال رکھنا چاہئے کہ میت کو زیادہ سے زیادہ ثواب پہنچے۔**

حج کا ایصال ثواب :

☆ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان امراة من جھینة جاءت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان امی نذرت ان تحج فلم تحج حتی ماتت افاحج عنھا؟ قال حجی عنھا۔ اریت لو کان علی امك دین اکنت قاضیته؟ اقضوا اللہ فاللہ احق بالقضاء۔ (**صحیح**

بخاری ج ا‘ ص ۲۵۰) ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی‘ اور وہ منت پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گئی۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا اس کی طرف سے حج کر۔ تیرا کیا خیال ہے اگر تیری والدہ کے ذمہ قرض ہوتا اور تو ادا کرتی تو ادا ہو جاتا۔ اسی طرح اللہ کا قرض ادا کرو‘ وہ بالاولیٰ ادا ہو جاتا ہے۔

تلاوت قرآن کا ایصال ثواب :

☆ عن عبدالرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابیه قال قال ابی اللجلاج ابو خالد رضی الله عنه یا بنی اذا انامت فالحدلی فاذا وضعتنی فی لحدی فقل بسم الله وعلی ملة رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم سن علی التراب سنا- ثم اقرأ عند راسی بفاتحة البقرة وخاتمتها فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ذالك رواه الطبرانی فی الکبیر واسناده صحیح (مجمع الزوائد‘ ج ۳ ص ۴۴) عبدالرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج نے اپنے والد سے بیان کیا کہ میرے والد لجلاج ابو خالد نے کہا اے میرے بیٹے! جب میں مر جاؤں تو میرے لئے بغلی قبر بنانا۔ جب تم مجھے میری لحد میں رکھو تو بسم الله وعلی ملة رسول الله صلی الله علیه وسلم کہنا۔ پھر مجھ پر مٹی برابر کرنا‘ پھر سر کے پاس سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات اور اس کی آخری آیات پڑھنا۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا۔“

☆ عن عبدالله ابن عمر رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول اذا مات احدکم فلا تحبسوه واسرعوا الی قبره ولیقرأ عند راسه بفاتحة البقرة وعند رجلیه بخاتمة البقرة (رواه البیهقی فی شعب الایمان) ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ

ﷺ کو فرماتے سنا جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کو روکو مت' جلدی قبر تک پہنچاؤ- اور قبر کے سرہانے سورۃ البقرہ کا ابتدائیہ اور پاؤں کی طرف سورۃ البقرہ کا اختتامیہ پڑھا جائے-

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عمرؓ پر موقوف ہے- میں کہتا ہوں کہ یہ موقوف بھی مثل مرفوع کے ہے- اور امت کا تعامل بھی اسی پر آ رہا ہے کہ سر کی طرف الم سے هم المفلحون تک اور پاؤں کی طرف لله ما فی السموات سے آخر سورت تک پڑھتے ہیں-

اخرج الخلال فی الجامع عن الشعبی قال كانت الانصار اذا مات لهم الميت احتلفوا على قبره يقرؤن له القرآن- امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ انصار کے ہاں جب کوئی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر جا کر اس کے لئے قرآن پڑھتے-

☆ اخرج ابو محمد السمرقندی فی فضائل قل هو الله احد عن علی رضی اللہ عنہ مرفوعا: من مر على المقابر وقرا قل هو الله احد عشر مرة ثم وهب اجره للاموات اعطى من الاجر بعدد الاموات- "حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ مرتبہ قل هو الله احد پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے اسے بھی مردوں کی تعداد کے برابر ثواب دیا جائے گا-"

☆ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب وقل هو الله احد والهٰكم التكاثر ثم قال اللهم انی جعلت ثواب هذا ماقرأت لاهل المقابر من المومنين والمومنات كانوا شفعاء له الى الله تعالى- "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قبرستان میں داخل ہو کر سورت فاتحہ' سورت اخلاص اور سورت التکاثر پڑھے- پھر کہے اے اللہ میں نے

جو تیرا کلام پڑھا اس کا ثواب اس قبرستان کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخشتا ہوں تو وہ سب اس کی شفاعت کریں گے۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من دخل المقابر فقرأ سورة یسین خفف الله عنهم و کان له بعدد من فیها حسنات۔ "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو قبرستان میں داخل ہوا اور اس نے سورت یٰسین کی تلاوت کی۔ مردوں سے اللہ تعالیٰ عذاب ہلکا فرمادیں گے اور اس پڑھنے والے کو مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گی۔

☆ حماد مکی کا بیان ہے کہ میں ایک رات مکہ مکرمہ کے قبرستان میں گیا۔ میں ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ میں نے دیکھا کہ قبرستان والے مختلف ٹولیوں میں بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا قیامت قائم ہوگئی۔ انہوں نے کہا نہیں۔ ہمارے ایک بھائی نے "قل ھو اللہ احد" پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشتا تھا اور ہم ایک سال سے وہ ثواب تقسیم کر رہے ہیں۔ یہ روایت امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں نقل فرمائی ہے۔ علامہ نیموی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان روایات میں اگرچہ ضعف ہے، لیکن ان کا مجموعہ دلیل ہے کہ ان کی اصل ہے۔

قربانی کا ایصال ثواب :

امام ابوداؤد نے ابوداؤد شریف ص۳۸۵، ج۲ پر باب باندھا ہے۔ باب الاضحیة عن المیت یعنی میت کی طرف سے قربانی کرنا۔ اور اس میں حدیث لائے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہر سال دو دنبے قربانی کرتے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کیا کروں۔

○ اب سوچنے کی بات ہے کہ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ شوق ہے کہ مجھے قربانی کا ثواب پہنچتا رہے، تو امت تو زیادہ اس کی محتاج ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے تو اپنے مرحومین کی طرف سے بھی قربانی کردیا کریں۔ ان کو بھی قربانی کے جانور کے

ایک ایک بال کے بدلے نیکیاں ملیں گی۔

قرآن فہمی کا شوق :

یہ سب کچھ سن کر پروفیسر صاحب فرمانے لگے کہ ہمیں تو قرآن پاک کا ترجمہ پڑھنے کا بڑا شوق تھا۔ لیکن اس گفتگو سے تو ہم ڈر گئے کہ جو مطلب قرآن کا ہم نے سمجھا تھا' وہ قرآن پاک کی دوسری آیات کے بھی خلاف تھا۔ اور رسول اقدس ﷺ کی احادیث مقدسہ اور مسلک اہل سنت والجماعت کے بھی خلاف تھا۔ اب اس ڈر کی وجہ سے ہم تو مایوس ہو گئے کہ ہم قرآن پاک سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا کہ قرآن پاک سے استفادہ کرنے سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ البتہ دین میں خود رائی سے ڈرنا یہ خدا تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ آپ ضرور قرآن پاک سے استفادہ کریں۔ مگر قانون کی کتاب سے صحیح استفادہ جب ہی ہو گا کہ اس کو قانون دان سے سمجھیں۔ اور ڈاکٹری کی کتاب سے استفادہ کا صحیح طریق یہی ہے کہ ماہر تجربہ کار ڈاکٹر سے سمجھیں۔ اسی طرح قرآن فہمی کا شوق بڑا مبارک شوق ہے۔ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آپ حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کی تفسیر "معارف القرآن" خرید لیں۔ اور اس تفسیر کو کسی عالم باعمل سے سبقاً سبقاً پڑھ لیں۔ اور جب بھی کوئی شخص آپ کو قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھ کر بتائے کہ اس سے فلاں بات ثابت ہوئی۔ آپ فوراً وہ آیت معارف القرآن سے نکالیں۔ اس میں اس آیت کی تفسیر دیکھ لیں۔ اگر سمجھ آ گئی تو بہت خوب۔ لیکن سمجھ میں ذرا بھی شبہ ہو تو وہ کسی عالم باعمل سے دریافت کر لیں کہ اس تفسیر کا کیا مطلب ہے؟ اس سے ان شاء اللہ العزیز آپ کا قرآن فہمی کا شوق بھی پورا ہو جائے گا اور اپنی خود رائی اور کم فہمی سے یا دوسروں کی بد فہمی اور کج فہمی سے جو گمراہی پھیل رہی ہے اس سے بھی آپ محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ میں نے تجربہ کے طور پر یہی دو آیات ان کو تفسیر معارف القرآن سے نکال کر دکھائیں اور ان کی تفسیر پڑھ کر سنائی تو وہ بہت خوش ہوئے' اور انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم آئندہ ان شاء اللہ العزیز اپنے ناقص مطالعہ اور اپنی ناقص رائے پر کبھی دین میں اعتماد نہیں کریں گے۔ اور نہ ہی کسی دوسرے

کی ناقص رائے پر اعتماد کریں گے۔ میں نے کہا پھر تم ان شاء اللہ ان سب پریشانیوں سے محفوظ ہو جاؤ گے جو اس ناقص رائے اور خود رائی کی وجہ سے تمہیں گھیر رہی ہیں۔

اللہ والوں سے تعلق :

میں نے ان سے کہا کہ دین پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لئے جس طرح مسائل میں تقلید سلف کی ضرورت ہے، اسی طرح کسی اللہ والے سے بیعت و صحبت کی بھی اشد ضرورت ہے۔ وہ کہنے لگے کہ یہاں بھی یہی پریشانی ہے کہ کوئی کسی بزرگ کو اچھا کہتا ہے، دوسرا دوسرے کو، آدمی کدھر جائے؟ میں نے کہا یہاں بھی یہی اصول ہے کہ جس بزرگ کی طرف باعمل اور متقی علماء اور مفتیان کرام کا رجوع ہو ان کی بیعت اور صحبت کو غنیمت جانیں۔ وہاں بھی اپنی "خودی" مٹا کر حاضر ہوں۔ ان کے ساتھ عقیدت و محبت، ان کی عظمت اور طریق اصلاح میں ان کی اطاعت سے یہ مشت خاک سونا بن جاتی ہے۔ عقائد و اعمال میں رسوخ واستقامت ان حضرات کی نظر کیمیا اثر اور صحبت و تعلق سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اہل تجربہ نے تو یہاں تک فرما دیا ہے کہ :

یک زمانہ صحبت با اولیاء : بہ ز صد سالہ طاعت بے ریا

ان حضرات کی جوتیاں سیدھی کئے بغیر اصلاح نفس عادتاً محال ہے۔ پروفیسر صاحب کہنے لگے ہمیں تو اس طرف سے آج تک انتہائی غفلت رہی۔ میں نے کہا اس غفلت کو ختم کرنا اختیاری ہے یا غیر اختیاری۔ کہنے لگا اختیاری۔ میں نے کہا اس اختیار کو استعمال کریں۔ ورنہ یہ غفلت "وحشت" میں بدل جایا کرتی ہے۔ پھر اللہ والوں کی عقیدت کی بجائے دل میں وحشت آجاتی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ اس حالت میں بھی نہ سنبھلے تو یہ وحشت نفرت سے بدل جاتی ہے۔ اور اگر اب بھی اس کا علاج نہ کیا جائے تو یہی نفرت عداوت کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ اور حدیث قدسی میں ہے : من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (بخاری) کہ اللہ والے سے عداوت اللہ سے لڑائی مول لینا ہے۔ اس منزل پر پہنچ کر عادتاً اصلاح سے مایوسی ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس طرف بھی توجہ فرمائیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام والی مشہور حدیث میں دین کے تین اہم شعبوں کا ذکر ہے۔ ایمانیات، اسلامیات یعنی عقائد و اعمال اور احسانیات۔ حضرت حکیم الامت، مجدد الملت حضرت

مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے بہشتی زیور میں ان سب شعبوں کو جمع فرمادیا ہے۔ اس کا مطالعہ اور اللہ والوں کی صحبت کو لازم پکڑیں۔

فرائض و نوافل :

اسلامی عبادات میں فرائض و نوافل کی تقسیم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ صرف بندوں کی مرضی پر چھوڑ دیتے کہ جتنی دل میں آئے عبادت کرلیا کرو تو شاید کتنے لوگ عبادت ہی نہ کرتے۔ اور اگر صرف چند رکعت مقرر فرمادیتے تو کتنے اللہ والوں کو یہ حسرت رہ جاتی کہ کاش اور عبادت کرنے کی اجازت مل جاتی۔ اس لئے اسلام میں کچھ عبادت تو فرض کی گئی کہ ہر کام چھوڑ چھاڑ کر یہ ضرور ادا کرنی ہے۔ اور اگر کوئی اور زیادہ اجر و ثواب چاہے' مزید اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہے تو جتنے چاہے نوافل پڑھے۔ جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہو جائے گا۔ البتہ اسلامی مزاج یہ ہے کہ فرائض میں اعلان و اجتماع ضروری ہے اور نوافل میں انفرادیت اور اخفا محبوب ہے۔ دیکھئے فرض نماز باقاعدہ اذان و اقامت کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کی تاکید ہے' مگر نوافل اور سنن اگر مسجد کی بجائے گھر پڑھی جائیں تو زیادہ محبوب ہیں۔ اور اگر کوئی ظہر کے بعد سنتوں کی بھی جماعت شروع کردے تو یقیناً اسلام سے واقفیت رکھنے والے اس کو ایک نئی بدعت قرار دیں گے۔ اور اس کو ناجائز کہیں گے۔ اسی طرح ایک **ایصال ثواب** تو فرض کفایہ ہے اور وہ ہے نماز جنازہ۔ یہ باجماعت ادا کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ ساری عمر ایصال ثواب کرسکتے ہیں۔ مگر اس میں اعلان اور اجتماع شریعت کی مخالفت ہے۔ جیسے سنتوں نفلوں کی جماعت شریعت کی مخالفت ہے۔ اب یہ جنازہ کے بعد والد پر ایصال ثواب مستحب اور نفل درجہ میں ہے۔ اس کے لئے دن مقرر کرنا' اعلان کرکے لوگوں کو جمع کرنا اور اجتماعی رنگ دینا' یہ شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔ اور خصوصاً احناف کے ہاں یہ بدعت ہے۔ اور بدعت سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے' کیونکہ دوسرے گناہوں کی نسبت اس کا ضرر زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ چوری وغیرہ کا گناہ' گناہ کی شکل میں ہے۔ اس لئے اس سے توبہ آسان ہے کہ اپنا دل بھی ملامت کرتا ہے اور معاشرہ بھی اس پر فکر کرتا ہے' مگر بدعت کا گناہ نیکی کی شکل میں آتا ہے۔ حب رسول ﷺ یا حب اولیاء اللہ یا اموات کی ہمدردی کا لبادہ اوڑھ کر آتا ہے۔ اس لئے جس کو دین سے پوری واقفیت نہ ہو وہ اس کو گناہ

نہیں بلکہ نیکی سمجھتا ہے۔ تو جب وہ اس کو نیکی سمجھے گا تو نفرت کیوں کرنے لگا۔ اسی طرح جاہل معاشرہ بھی اس بدعت کو نیکی سمجھتا ہے۔ اس لئے یہ گناہ زیادہ پھیل جاتا ہے' اور جوں جوں بدعت آتی ہے سنت کا نور دھندلا ہوتا جاتا ہے۔ تو ایصال ثواب میں ایسی بدعات سے بچنا بھی بہت ضروری ہے' اور ایصال ثواب میں ایک اور احتیاط بھی بہت اہم ہے کہ اگر اپنی ملکیت سے کر رہا ہے تو خیر' لیکن اگر میت کے ترکہ سے ترکہ تقسیم کئے بغیر کر رہے ہیں تو سب وارثوں کا رضامند ہونا ضروری ہے۔ ان میں سے کوئی وارث غائب یا نابالغ نہ ہو' ورنہ بجائے ثواب کے گناہ ہوگا۔ اس لئے میت کا مال پہلے شرعی طریقہ پر تقسیم کر لیا جائے' پھر اپنے حصہ میں سے ایصال ثواب کرنا چاہئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مطلق ایصال ثواب کا اہل سنت والجماعت میں سے کوئی منکر نہیں۔ معتزلہ جیسے بدعتی فرقے اس کا انکار کرتے ہیں۔ اہل سنت میں بھی احناف کا مسئلہ نہایت کامل ہے کہ ایصال ثواب درست اور جائز ہے' خواہ بدنی عبادت کا ہو یا مالی عبادت کا۔

الشیخ المحقق ابن الھمام امام ابو حفص کبیر سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اقدس ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! ہم اموات کی طرف سے جو صدقہ دیتے ہیں' اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں' اور ان کے لئے دعائیں مانگتے ہیں' کیا ان کا ثواب ان کو پہنچتا ہے۔ فرمایا ہاں! ان کو ثواب پہنچتا ہے۔ اور وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ جیسے تمہیں کوئی آدمی ہدیہ دے تو تم خوش ہوتے ہو۔ اس کے بعد کچھ اور آثار نقل کرنے کے بعد شیخ فرماتے ہیں کہ جو روایات ہم نے نقل کی ہیں اور بہت سی طوالت کے خوف سے چھوڑ دی ہیں ان میں قدر مشترک طور پر یہ بات حد تواتر کو پہنچ گئی ہے کہ "جو نیکی کر کے اس کا ثواب بخشے تو اس کا نفع اس کو پہنچتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیکیوں کی توفیق عطاء فرمائیں اور یہ بھی توفیق عطاء فرمائیں کہ مرحومین کے لئے بھی ایصال ثواب کرتے رہیں۔ فقط۔